ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی

# قرآن مجید میں قدیم آثار و تعمیرات کا ذکر

مطالعہ آثار قدیمہ یا آرکیولوجی کے لیے آج ہر ملک میں جُدا گانہ محکمے قائم ہیں اور ان کی مساعی جمیلہ سے ایسے قدیم آثار کا انکشاف ہوا ہے جن سے تاریخ عالم کی گمشدہ کڑیاں مل گئی ہیں۔ اگر ہم لفظ "ارخیولوجی" یا آرکیولوجی کا لسانی تجزیہ کریں تو معلوم ہو گا کہ یہ لفظ "ارخ" سے مشتق ہے جس سے لفظ تاریخ اور ارخیولوجی یا آرکیولوجی بنے ہیں اور اس علم کا مقصد بنی نوع انسان اور اس کے کارناموں کی تاریخ کا مطالعہ کرنا ہے۔

قرآن مجید کی کئی آیات میں قدیم آثار اور بعض یادگاروں کی طرف اشارہ ملتا ہے جن کو بطور مثال پیش کر کے عبرت دلائی گئی ہے۔ ان میں ایسے آثار بھی ہیں جن کو پسند کیا گیا ہے اور ایسے بھی جن کو ناپسند کیا گیا ہے۔ ان آثار کے علاوہ انبیا علیہم السلام کا بھی ذکر کیا گیا ہے جس سے ان کے عہد اور اس زمانہ کے حالات کا علم ہوتا ہے۔ ذیل میں مختلف عنوانات کے تحت ان آیات کا ترجمہ (سورہ اور آیت کے نمبر کے ساتھ) درج کیا گیا ہے جن میں قدیم آثار و تعمیرات کا ذکر ہے۔

## آثار کا مطالعہ و مشاہدہ کرنے کی ترغیب

قرآن حکیم میں قدیم اقوام و آثار کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دی گئی اور ان سے عبرت حاصل کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس ضمن میں کئی جگہ یہ فرمایا گیا ہے کہ زمین کی سیر کر کے یہ دیکھو کہ بُرے لوگوں کا کیا انجام ہوا ہے۔ چنانچہ ایک آیت میں یہ واضح ہدایت ہے کہ تم سے پہلے گزرے ہیں واقعات۔ پس زمین کی سیر کرو اور دیکھو کیوں کر انجام ہوا جھوٹ بولنے والوں کا اور سورہ انعام ۱۱/۶ اور سورہ النحل ۳۶/۱۶ میں بھی یہی تاکید کی گئی ہے۔ اور سورہ النمل ۶۹/۲۷ میں آیا ہے کہ "کہہ دیجئے! زمین میں سیر کر کے دیکھو کہ کس طرح مجرم لوگوں کا انجام ہوا"۔ سورہ الروم ۴۲/۳۰ میں صاف فرمایا ہے کہ "پھر کر دیکھو کہ کیا انجام ہوا پہلے لوگوں کا۔ ان میں اکثر لوگ مشرک تھے"۔ غائر انسانی مطالعہ کے لئے سورہ عنکبوت ۲۰/۲۹ میں یہ ارشاد ہے کہ "زمین میں پھر کر دیکھو کس طرح پہلی دفعہ پیدا کیا اور اللہ ہی پیدا کرے گا آخری دفعہ"۔ [illegible]

آثار سے عبرت حاصل کریں

## بیت اللہ کی تعمیر اور اس کی عظمت کا ذکر

مذکورہ بالا آیات میں کسی خاص عمارت یا اس کے آثار کا ذکر نہیں ہے۔ عام مشاہدہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل آیات میں بیت اللہ، اس کی تعمیر اور اس کی فضیلت واضح فرمائی گئی ہے۔

سورہ آل عمران ۹۶-۹۷/۳ میں بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلا بیت اللہ مکہ معظمہ میں تعمیر ہوا۔ اور اس گھر کا حج کرنا لوگوں پر فرض کیا گیا۔ "تحقیق پہلا گھر جو لوگوں کے لیے متعین کیا گیا وہ مکہ میں برکت والا ہے اور دنیا بھر کے لوگوں کے لیے رہنما ہے۔ اس میں واضح نشانیاں منجملہ ان نشانیوں کے ہیں یہیں مقام ابراہیم بھی ہے۔ جو شخص اس خانۂ خدا میں داخل ہوا وہ امن میں ہو گیا اور لوگوں پر اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔ خاص کر ان کے لیے جو اس کے سفر کی استطاعت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی اس کا منکر ہوا تو اللہ تعالیٰ دنیا داروں سے بے پرواہ ہے۔"

سورہ المائدہ ۹۳-۹۵/۵ میں بیت اللہ سے متعلق یہ حکم دیا گیا ہے کہ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت شکار کرو جب کہ تم حالتِ احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر مارے گا تو اس پر بدلہ واجب ہوگا جو مساوی ہوگا اس جانور کے جو مارا گیا ہے اس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں۔ خواہ وہ بدلہ خاص چوپایوں سے ہو۔ بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچایا جائے اور خواہ کفارہ مسکین کو دیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھے جائیں تاکہ وہ اپنے کیے کی سزا بھگتے۔" آگے چل کر اسی سورہ ۹۷/۵ میں فرمایا ہے کہ "اللہ نے کعبہ کو جو عدل کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا اور عزت والے مہینے کو بھی اور حرم میں قربان ہونے والے جانور کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں۔ یہ اس لیے کہ تم اس بات کا یقین کر لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین کے اندر کی تمام چیزوں کا علم ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کرنے کے لیے کہ بیت اللہ کا مالک وہ خود ہے سورہ القریش ۱-۴/۱۰۶ میں فرمایا ہے کہ "یہ لوگ جاڑے اور گرمی میں سفر کرنے کے عادی ہیں۔ پس ان کو چاہیے کہ اس گھر کے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں جس نے ان کو بھوک میں کھانا اور خوف میں امن عطا فرمایا۔"

سورہ بقرہ ۲/۲ میں حج کے ارکان پورے کرنے کی تاکید کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہے کہ "جب تم

عبادت یعنی فریضۂ حج سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم قدیم زمانہ میں اپنے اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے۔" اس سے ایک قدیم رسم کا علم ہوتا ہے کہ لوگ خانہ کعبہ میں اپنے اجداد کی مدح میں قصیدے پڑھتے تھے۔ سورہ انفال ۸/۳۵ میں ہے کہ "قدیم زمانہ میں ان کی عبادت خانہ کعبہ کے پاس صرف تالی اور سیٹی بجانا تھی"۔ اس آیت سے بھی ان قدیم رسومات کا پتہ چلتا ہے جو خانہ کعبہ میں انجام دی جاتی تھیں اور جن کو مؤرخین نے تفصیل سے بیان کیا۔ چنانچہ ابو الولید محمد بن عبد اللہ ازرقی (متوفی ۲۱۷ھ) نے اخبار مکہ میں خانہ کعبہ کے نزدیک زمانہ جاہلیت کی رسوم و حرکات تفصیل سے بیان کی ہیں۔

## خانہ کعبہ کے معمار

سورہ بقرہ ۲/۱۲۴-۱۲۷ میں حضرت ابراہیم کے بیان میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کی اور وہ اس میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا امام مقرر کرنیوالا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کے لیے جائے ثواب و مقام امن قرار دیا اور لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل سے کہا کہ "تعمیر کر دو پھر سے اس گھر کو لوگوں کے طواف کے لیے اور اعتکاف کرنے والوں کے لیے اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔ جب ابراہیم نے کہا کہ اے رب اس مقام کو امن والا شہر بنا دے اور رزق دے یہاں کے رہنے والوں کو، میوے عطا فرما ان کے لیے۔ جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔ اور جب ابراہیم نے اللہ کے گھر کی بنیادوں کو اٹھایا تو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے اللہ سے دعا کی کہ اے رب ہماری دعا کو قبول فرما۔ کیونکہ تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے رب ہمیں اپنے لیے مسلمان بنا دے اور ہماری اولاد میں سے ایک امت کو اپنی فرمانبردار بنا تاکہ وہ تیری عبادت کرے اور تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے"۔ ان آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تاکہ لوگ اس متبرک مقام میں رکوع و سجود اور طواف و اعتکاف کریں اور اسے امن و امان کا شہر بنائیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم معمار خانہ کعبہ کو امامت کا مرتبہ عطا فرمایا۔

## قدیم اقوام اور ان کے گھروں کا ذکر

چند آیات میں قدیم اقوام اور ان کے طریقہ تعمیر و تعمیرات کا ذکر ہے جس سے ان زمانوں کی معاشرت کے بارے میں کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ سورہ اعراف ۷/۷۴ میں ہے کہ "یاد کرو جس وقت تم کو قوم عاد

کے بعد آباد کیا اور تم کو زمین رہنے کو ٹھکانہ دیا کہ نرم جگہ پر محل بناتے رہو اور پہاڑوں کو تراش کران میں گھر بناتے رہو۔ پس تم یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اور دنیا میں فساد مت پھیلاؤ" سورہ حجر ۸۲/۵ میں ہے کہ "وہ لوگ تراشتے تھے پہاڑوں میں گھر تاکہ امن حاصل کریں" سورہ الشعرا ۱۲۸-۱۲۹/۲۶ میں ہے "....اور بنا لیتے ہو تم مکان کاری گری سے تاکہ تم ہمیشہ رہو اس میں"۔ اسی سورہ ۱۴۹/۲۶ میں پھر یہ بیان کیا گیا ہے کہ "تم پہاڑوں سے گھر تکلیف اٹھا کر تراش لیتے ہو" سورہ الفجر ۶-۱۱/۸۹ میں ہے "کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کیوں کر تیرے رب نے سلوک کیا عاد کے ساتھ۔ اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے تراشا تھا پتھروں کو بیچ وادی کے اور فرعون میخوں والے کے ساتھ۔ یہ سب وہ تھے جنھوں نے سرکشی کی تھی"۔ ان آیات میں قدیم اقوام اور ان کی تعمیرات کی طرف اشارہ ہے اور اگر باقاعدہ طور پر ان کی کھدائی کی جائے تو ان کے آثار دریافت کرنے میں کامیابی ہو سکتی ہے۔

ان آیات میں قدیم اقوام عاد اور ثمود کا ذکر کیا گیا ہے۔ عاد ایک زبردست قوم تھی جو ملک عرب کے جنوب میں الاحقاف میں آباد تھی۔ انھوں نے دیگر ممالک پر فتح حاصل کر لی تھی۔ عاد دراصل ارم کا پوتا تھا، جو حضرت نوح کا پوتا تھا۔ ثمود اس قوم کی شاخ تھی۔ سورہ الفجر میں عاد اور ارم کے ستونوں والے محلات یا عمارتوں کا ذکر ہے۔

## محلات کا ذکر

بعض آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانہ میں محلات کس قسم کے تھے اور ان کو کس طرح آراستہ کیا جاتا تھا۔ سورہ زخرف ۳۳-۳۵/۴۳ میں ہے کہ "اللہ کے ساتھ جو کفر کرتے ہیں اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی ہیں اور وہ سیڑھیاں چڑھتے ہیں اور دروازوں کے تختوں پر نگینے لگے ہوئے ہیں۔ اور ان پر سونا چاندی چڑھا ہوا ہے"۔ ...سورہ یوسف ۶۷/۱۲ میں ہے کہ "حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو ہدایت کر دی تھی کہ ایک دروازہ سے نہیں بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا"۔ اور اسی سورہ ۲۵/۱۲ میں ہے..... "تو اس عورت نے کہا کہ اس شخص (حضرت یوسف) کے لیے کیا سزا ہے جو اس طرح برائی کا ارادہ رکھے۔ سوا اس کے کہ اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے"۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ محلات کس قدر آراستہ ہوتے تھے۔ ان کی چھتوں پر چاندی چڑھائی جاتی تھی۔ محل کے کئی دروازے ہوتے تھے۔ اور دروازوں کے تختوں پر نگینے اور چاندی سونے کے پتر جڑے جاتے تھے۔ ایک آیت سے قید خانہ موجود ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

## قدیم عبادت گاہیں

قرآن مجید میں قدیم عبادت گاہوں کا بھی ذکر ہے۔ سورہ حج ۳۹-۴۰/۲۲ میں ہے کہ "وہ لوگ اپنے گھروں سے بغیر کسی وجہ کے نکالے گئے۔ مگر انھوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض لوگوں سے دور نہ کر دیتا تو گرا دیے جاتے صوامع درویشوں کے۔ اور بیع نصاریٰ کے اور مساجد جن میں اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر ہوتا ہے۔ اللہ اسی کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے۔ اللہ ہی طاقت والا ہے۔" ان آیات میں عبادت خانوں کی قسمیں بتلائی گئی ہیں اور تفصیل نہ ہونے کے باوجود یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق کن مذاہب کے لوگوں سے تھا اور ان تعمیرات کا مقصد کیا تھا۔

## قدیم مساجد

مذکورہ بالا قدیم عبادت گاہوں کے علاوہ قرآن مجید میں ان مساجد کا بھی ذکر ہے جو اسلام سے پہلے موجود تھیں۔ حضور صلعم کی معراج کے ضمن میں سورہ بنی اسرائیل ۱/۱۷ میں ہے کہ "وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ ہم نے اسے برکت دی تاکہ وہ اللہ کی نشانیوں کا مشاہدہ کرے۔ اللہ ہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔" یہاں مسجد الحرام سے مراد حرم کعبہ ہے اور مسجد اقصیٰ سے بیت المقدس کی مسجد مراد ہے جسے قبۃ الصخرا بھی کہتے ہیں۔ اگرچہ ان آیات میں ان مساجد کی تفصیل نہیں بیان کی گئی ہے تاہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس زمانہ میں موجود تھیں اور خود لفظ مسجد یہ واضح کرتا ہے کہ لوگ یہاں سجدہ کرتے تھے یعنی یہ عبادت گاہیں تھیں۔ مسجد الحرام کا ذکر سورہ بقرہ ۱۹۱/۲ میں بھی ہے کہ "تم لڑو اُن سے نزدیک مسجد الحرام کے تاوقتیکہ وہ تم سے نہ لڑیں۔ پس اگر لڑیں وہ تم سے تو مارو اُن کو۔ یہی ہے سزا کافروں کی"۔ مسجد الحرام کا ذکر سورہ حج ۲۵/۲۲ اور سورہ فتح ۲۵-۲۷/۴۸ میں بھی ہے۔

سورہ بقرہ میں مسجد الحرام کا ذکر کئی جگہ ہے اس سورہ ۱۴۴/۲ میں یہ ذکر اس مسجد کو قبلہ بنانے سے متعلق ہے جو تاریخ اسلام کا ایک اہم واقعہ ہے۔ ہجرت کے سولہ، سترہ ماہ بعد ایک روز حضور صلعم مدینہ کے باہر ام بشیر کے ہاں کھانے پر مدعو تھے۔ اور آپ وہیں نماز ظہر ادا کر رہے تھے کہ آپ کو وحی کے ذریعہ حکم دیا گیا کہ خانہ کعبہ کو قبلہ بنائیں۔ آپ نے فوراً رُخ بدل دیا اور بقیہ نماز بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ کی طرف مُنہ کر کے ادا کی۔ اسی وجہ سے وہ مکان مسجد قبلتین کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے عصر کی نماز خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے ادا کی اور یہی مسلمانوں

کا قبلہ قرار پایا اور اسی سمت میں مسجد نبوی کی دیوار قبلہ بنائی گئی۔

## مسجد ضرار

سورہ توبہ میں مسجد ضرار کا ذکر ہے جس کا تعلق ایک اہم واقعہ سے ہے۔ ابو عامر راہب کی سازش سے بارہ آدمیوں نے مسجد قبا کے قریب ایک اور مسجد بنائی تھی۔ جس کا اصل مقصد مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا تھا۔ ابو عامر زمانہ جاہلیت ہی میں عیسائی ہو گیا تھا اور قبیلہ خزرج کے لوگ اس کی عزت کرتے تھے۔ وہ مدینہ سے بھاگ کر قریش سے جا ملا تھا اور اُن کو حضورؐ کے خلاف جنگ کے لیے اکساتا تھا۔ جنگ اُحد میں وہ خود بھی مسلمانوں کے مقابلہ میں آیا تھا اور اس نے انصار کو ورغلانے کی کوشش کی تھی مگر نامراد رہا اور جب حضورؐ کو فتح حاصل ہوئی تو شام چلا گیا تاکہ عیسائی بادشاہ ہرقل سے حضورؐ کے خلاف مدد حاصل کرے۔ مسجد ضرار بنانے کی سازش اسی شخص نے کی تھی۔ جب یہ مسجد تیار ہو گئی تو یہ لوگ حضورؐ کے پاس آئے اور یہ درخواست کی کہ آپؐ اس میں نماز ادا فرمائیں۔ حضورؐ نے وعدہ بھی کر لیا۔ مگر جب آپؐ اس مسجد کی طرف روانہ ہوئے تو وحی نازل ہوئی جس سے حضورؐ کو اس مسجد کی تعمیر کے اصل مقصد کا علم ہو گیا۔ سورۃ توبہ ۱۰۸: ۱۰۹-۹ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ اس (مسجد ضرار) میں نماز کے لیے کبھی کھڑے نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد (قبا) کی بنیاد روزِ اوّل سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں نماز کے لیے کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو انتہائی پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاکبازوں سے محبت کرتا ہے۔" مزید فرمایا ہے کہ "کیا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد تقویٰ پر رکھی اچھا ہے۔ یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک ایسی گھاٹی کے کنارے پر رکھی جو کہ گرنے ہی کو ہو۔ پس لے گئی یہ عمارت اس کو جہنم میں۔ اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔" ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسجد کی بنیاد تقویٰ حسنِ نیت اور خلوص پر ہونی چاہیے۔ اور مسجد ضرار میں نماز پڑھنے سے بھی اس لیے منع فرمایا گیا کہ اس کا مقصد بُرا تھا اور ابو عامر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا چاہتا تھا۔